رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

انڈیا سے باہر یا خریدار (۵)

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۳ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کشمیر سے واپسی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء کو بروز منگل دس بجے قبل دوپہر کی ٹرین سے ۔ ۔ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راولپنڈی میں پیغامیوں کا "لاجواب شاندار جلسہ"

(۱)

باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک و مطہر ذریت اور آپ کے اہلبیت کے ناکام و نامراد دشمن یعنی جماعت غیر مبایعین کی آتش حسد و بغض ان کو جلا کر خاک سیاہ کر رہی ہے۔ یہ لوگ شرارت اور فتنہ پردازی سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ غیر مبایعین راولپنڈی نے حال ہی میں ایک شاندار اسلامی جلسہ ستمبر ۱۹۲۹ء کو منعقد کرنا تجویز کیا۔ اس کا پروگرام از اوّل تا آخر جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام پر شب و شتم کرنے کے بغیر کچھ نہ تھا۔ اس شاندار اسلامی جلسہ کی حقیقت الم نشرح کرنیکی غرض سے ہم نے ضروری سمجھا۔ کہ بذریعہ پوسٹر پبلک کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے۔ چنانچہ علاوہ پوسٹر ہماری طرف سے ذیل کے عنوانات پر ٹریکٹ بھی شائع کئے گئے۔ اور بفضلہ تعالیٰ ان کا صحیح نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا۔ (۱) غیر مبایعین کے عقائد باطلہ (۲) غیر مبایعین کی دروغ بافیاں (۳) مولوی محمد علی صاحب کی شخصیت (۴) رد تکفیر کے ڈھول کا پول (۵) مولوی محمد علی صاحب کی دورنگی دربارۂ نبوت (۶) غیر مبایعین کا اتحاد سوز رویہ۔

غیر مبایعین بزعم خود حضرت محمود کی مخالفت میں ہی اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اس طرح وہ پبلک کو دھوکا میں ڈال کر انکی ہمدردی حاصل کر لیں گے۔ مگر اس دفعہ غیر مبایعین راولپنڈی کے مجوزہ "شاندار اسلامی جلسہ" کی شاندار کامیابی نے ان پر ظاہر کر دیا۔ کہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ ایسا ہی تلخ تجربہ یہ لوگ پیشتر بھی کر چکے ہیں جبکہ مولوی محمد یعقوب خان کو لیکچر کے لئے بلایا گیا۔ اور بوجہ پبلک کی "قدر ناشناسی" وہ بیچارے اپنا سامنہ لے کر بغیر تقریر کرنے کے واپس تشریف لے گئے۔ کاش یہ لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے۔ مگر بیچارے اپنے مقتضائے طبیعت سے مجبور ہیں۔ اور ہزار دفعہ منہ کی کھانے کے بعد بھی یہ لوگ نصیحت پکڑنے کے نہیں۔

پہلے روز شام کے چار بجے کے بعد اس "شاندار اسلامی جلسہ" کا افتتاح ہوا۔ سوائے بعض غیر مبایعین اور محدود سے چند عام لوگوں کے شہر کے معززین اس "شاندار اسلامی جلسہ" کی شرکت سے محروم رہے۔ مدثر شاہ نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے دعوی مجددیت" دبے الفاظ میں پیش کیا۔ اور اس طرح اس "شاندار اسلامی جلسہ" کا پہلا اجلاس بڑی شان کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ رات کو دوسرا اجلاس تھا۔ رات کے بارہ بجے تک گیس کی روشنی سے جلسہ گاہ خوب بارونق رہی۔ یہ الگ سوال ہے۔ کہ پبلک نے بکمال استغنا اس روشنی سے استفادہ حاصل نہ کیا۔ بہر حال اس "شاندار اسلامی جلسہ" کا دوسرا اجلاس نہایت تزک و احتشام سے انجام پذیر ہوا۔

دوسرے دن ماشاء اللہ بیش از پیش کامیابی ہوئی اور اس "شاندار اسلامی جلسہ" کی شاندار ناکامی کو چار چاند لگ گئے۔ سارا دن جلسہ گاہ آراستہ و پیراستہ پبلک کے لئے چشم براہ رہی۔ لیکن ایک یا دوسری وجہ سے پبلک نے بے اعتنائی سے کام لیا۔ تاہم اس "شاندار اسلامی جلسہ" کی دوسرے روز کی کارروائی بھی اس کی شاندار کامیابی پر دال ہے۔

غیر مبایعین پر یہ امر آفتاب نصف النہار کیطرح واضح ہو گیا۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی مخالفت جسے وہ کلید کامیابی خیال کرتے تھے۔ ان کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ اور یقیناً ان کے لئے منتج ادبار ہے۔ ان کے شاندار اسلامی جلسہ کی ناکامی سے ان کی جو ذلت و رسوائی ہوئی۔ یہ سب حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ پروگرام کو نظر انداز کرنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ پبلک کے سمجھدار طبقہ پر ان کی ابلہ فریبیاں ظاہر و باہر ہو چکی ہیں۔ اور وہ ان سے علی الاعلان بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ حسب پروگرام ہمارے خلاف بیہودہ سرائی کرتے۔ تو بفضلہ تعالیٰ ان کو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔ اور ایسی منہ کی کھاتے۔ کہ ان کو میدان سے بھاگنے کے بغیر چارۂ کار نہ ہوتا۔

مولوی اعجاز احمد صاحب نائب سیکرٹری تبلیغ الاسلام و امام مسجد صدر راولپنڈی نے ایک پبلک جلسہ میں اس فرقہ کی منافقت اور دھوکا دہی کو آشکارا کر دیا۔ کہ لوگ ان کو بھیڑ کے لباس میں بھیڑیئے تصور کرنے لگ گئے۔ نیز ہماری طرف سے جو ۸ قسم کے مختلف ٹریکٹ شائع ہوئے۔ اُن سے ان کی قلعی ایسی کھل گئی۔ گویا حقیقت حال پبلک پر منکشف ہو گیا۔ اور ان حاسدان بد اندیش و دشمنان بدکیش کے حصہ میں بجز مایوسی۔ ناکامی و نامرادی اور حرمان نصیبی کے کچھ نہ آیا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا انک انت الوھاب ٭

(خاکسار ملک عزیز احمد راولپنڈی)

انسداد گداگری

(۱)

اسلامی لٹریچر میں ایک نہایت مفید اور لاجواب کتاب کا حال میں ہی اضافہ ہوا ہے۔ اس کتاب میں آیات قرآنی احادیث نبوی۔ علماء کرام اور صوفیاء عظام اور حکماء زمان اور مشاہیر دوران کے اقوال اور تاریخی واقعات سے بھیک مانگنے کی برائیاں ظاہر کر کے بھیک مانگنے کو اخلاقی مذہبی اور قومی گناہ اور ملک کی بدنامی و بربادی کا باعث ثابت کرنے کے بعد اس کے روکنے اور بند کرنے کے مفصل اور آسان طریقے درج کر دیئے ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ مسلمانان ہند اسکی اتنی اشاعت کریں جتنی کہ بھیک مانگنے والوں کی ہمارے ملک میں کثرت ہے۔ تاکہ اسکو پڑھکر اس ذلیل پیشہ سے مسلمان متنفر ہو کر اسلامی اور قومی اور ذاتی وقار کو قائم کر دیں۔ میں مکرمی میاں سلطان احمد صاحب وجودی ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لنڈن) مصنف کتاب کی اس ہمدردی اور محنت کی جس قدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ کہ مصنف ممدوح نے اس کتاب میں ۱۳۹ مضامین درج

(باقی بقیہ نمبر ۲ صفحہ ۱ پر ملاحظہ ہو)

(باقی بقیہ نمبر ۲ صفحہ ۱ کالم ۲ پر ملاحظہ ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۷ ر اکتوبر ۱۹۲۹ء

ایڈریس

(۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ العزیز کی کشمیر سے واپس تشریف آوری پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے مندرجہ ذیل ایڈریس بعد عصر ہائی سکول کے گراؤنڈ میں حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس کو عرفانی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کا جواب بھی انشاء اللہ اگلے پرچے میں شائع ہوگا۔ (ایڈیٹر)

اے فخرِ رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح

میں حضور کو جماعت احمدیہ قادیان و ملحقات و مضافات کی طرف سے سفر کشمیر سے بخیر و عافیت واپسی پر **خوش آمدید** کہنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور حضور کے توسط سے حضرت ام المومنین اور جملہ اہلبیت کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

سیدنا! ہمارا ایمان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی آیات کی تجلیات کا ظہور مختلف رنگوں اور مختلف اوقات میں ہوتا رہتا ہے۔ پس ہم آج بھی آپ کی تشریف آوری کے ساتھ فضل کو آتے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضور کی آمد کے ساتھ خدا کی وحی میں وعدہ ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔

ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ حضور کی ہر آمد اپنے ساتھ کچھ فضل رکھتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے۔ کہ قادیان کی جماعت ان برکات اور فضلوں سے سب سے پہلے حصہ لیتی ہے۔

سیدنا! یوں تو خلافت کی ضرورت اور خلافت کے برکات کا احساس ہم ہمیشہ کرتے ہیں۔ لیکن حضور کے قیام کشمیر کے ایام میں قادیان کی جماعت خصوصیت کیساتھ ایک عہد امتحان سے گذری ہے۔ جبکہ ہر لحظہ ہم خلافت کی ضرورت کا احساس کر کے خدا تعالیٰ کا شکر کرتے تھے کہ ہم دامن خلافت سے وابستہ ہیں۔

سیدنا! مذبح قادیان کا فتنہ جماعت کے لئے ایک زبردست ابتلاء تھا۔ احساس ملی اور جذبات قومی ایک طرف تھے۔ اور سلسلہ کی شاندار روایات قیام امن دوسری طرف۔ خدا تعالیٰ کے رسول کی تخت گاہ کا احترام اور اسے ہر قسم کے من شکن اور خونریز افعال سے محفوظ رکھنے کا فرض ان حالات میں ہمارے سامنے تھا۔ حضور حالات سے واقف ہیں۔ مگر میں یہ عرض کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ

حضور کے خدام نے اس نازک موقعہ پر تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری سمجھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک بستی دارالامان کے احترام کی حفاظت کو مقدم کریں۔ اور اس طرح پر خدا کے اس کلام کی عظمت کا اظہار اپنے عمل سے اس جوش اور ہیجان کے وقت بھی کر کے دکھائیں۔ جس کا اشارہ

امن است در مکان محبت سرائے ما

میں فرمایا گیا ہے۔

سیدنا! حضور کے قیام کشمیر کے ان ایام میں ہم نے حضور کے اس سفر کے اعجاز اور برکات کا بھی کھلا کھلا مشاہدہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک موقعہ جماعت کو دیا تھا۔ کہ وہ اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ پیش آمدہ مشکلات کا مقابلہ کرے۔ اور ایک ہی وقت میں سلسلہ کی روایات امن پسندی و امن پختی کو قائم رکھتے ہوئے سلسلہ کے وقار اور شعائر ملیہ کے تحفظ میں کوتاہی نہ کرے۔ یہ تربیت کا موقعہ حضور کی اس غیبوبت ہی میں ملا۔ اور جماعت نے اس موقعہ سے صحیح فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔

سیدنا! گو یہ ایک ذوقی بات ہے۔ مگر میں عرض کرنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک وحی کی تھی۔

ایک موسیٰ ہے میں اسے ظاہر کرونگا۔

حضرت موسیٰ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ تو آپ کی قوم میں گوسالہ کا فتنہ پیدا ہوا۔ مگر موسوی جماعت نے ٹھوکر کھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس موسیٰ کے ظہور کی بشارت دی گئی تھی

وہ آپ کے وجود میں نمایاں نظر آتی ہے

اور آپ کے پہاڑ پر تشریف لے جانے کے بعد یہ فتنہ گوسالہ پیدا ہوا۔ مگر آپ کی عقد ہمت اور توجہ نے

جماعت کو اس فتنہ سے محفوظ رکھا

والحمد للہ علیٰ ذالک۔

سیدنا! میں اس ابتلا کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ اور نہ یہ اس کا وقت ہے۔ اور نہ حضور سے وہ مخفی ہیں۔ مگر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضور کے خدام نے اس موقعہ پر مردانہ وار اس فتنہ کا مقابلہ سلسلہ کے آئین و اصول پر کیا۔ اور جماعت کے ہر چھوٹے بڑے نوجوان بوڑھے نے ان کارکنوں کے ساتھ تعاون کیا۔ جو اس کے انسداد کے لئے مصروف کار تھے۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ کہ یہ سب کچھ

حضور کی توجہ عقد ہمت اور روزانہ رہنمائی سے ہوا۔ جو آپ سری نگر سے فرماتے رہتے تھے۔

سیدنا! جماعت میں حضور کے اس ارشاد نے عقیدت و اخلاص کے جذبات کو بہت تقویت دی۔ جبکہ حضور نے فرمایا۔ کہ

میں خود آنے کو تیار ہوں

باوجودیکہ حضور بحالی صحت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ لیکن ایسے موقعہ پر حضور کا اپنی جماعت کے لئے صحت کی ذرا بھی پروانہ کر کے دارالامان واپس آجانے پر تیار ہو جانا ایسی بات نہیں جو جماعت کی ملی روح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے عروج کا موجب نہ ہو ؛

سیدنا! حضور نے جماعت کی حوصلہ افزائی اور اس میں شکر گذاری اور قدر دانی کی روح نفخ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ قادیان کے پچھلے کام پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور کارکنوں کیلئے دعا فرمائی حضور کے یہ خادم اس حوصلہ افزائی اور قدر دانی میں ایک زبردست قوت کو محسوس کرتے ہیں۔ جو مردہ دلوں اور کم ہمتوں کو بھی مصروف کار کر دیتی ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ پہلے سے بہت زیادہ قوت کے ساتھ اپنی ذمہ واریوں اور فرائض کا احساس کر رہے ہیں ؛

سیدنا! یہ حقیقت ہے۔ کہ حضور کی تشریف آوری نے ہم بوجھ کے نیچے دبے ہوؤں کو شیک بار کر دیا ہے۔ ہماری امیدوں میں نئی رو پیدا ہو گئی ہے۔ اور ان فضلوں اور برکات کو دیکھتے ہوئے جو حضور کی موجودگی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ہم خدا کے فضل اور رحم سے ایک نئی قوت اور امنگ کے ساتھ سلسلہ کے کاموں میں مصروف رہنے کی مسرت محسوس کرتے ہیں ؛

سیدنا! اس فتنہ بقرہ نے اسلامی ہند میں ایک خاص تحریک اتحاد پیدا کر دی ہے۔ مسلم پریس نے جس اتحاد کا مظاہرہ ہمارے لئے کیا ہے۔ وہ نہایت امید افزاء ہے۔ اور میں جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے حضور کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ اس تحریک اتحاد کا احیا ہے۔ جو برسوں پہلے حضور نے مختلف مواقع پر مسلمانوں میں کی تھی۔ اب حالات بتاتے ہیں کہ اسکے ظہور دبروز کا وقت آگیا ہے ؛

سیدنا! جماعت احمدیہ قادیان نے اس تحریک سے فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ قادیان کے مسلمانوں نے جب اس موقعہ پر اتحاد کیلئے قدم اٹھایا تو ہم نے حضور کے ۱۷ر جون ۱۹۲۷ء کے اعلان اتحاد کی تعمیل میں ان کے ساتھ تہ دلی تعلقات میں وسعت حوصلہ سے کام لیا۔ اور ہماری خوشی کی انتہا نہیں۔ کہ حضور نے جماعت کے اس فعل کو منظور فرمایا ؛

سیدنا! قادیان اور اس کے مضافات کے حالات حضور کی خاص توجہ اور رہنمائی کے محتاج ہیں۔ سیاسی حالات میں ایک زبردست تغیر ہو رہا ہے۔ میں جماعت قادیان کی طرف سے یہی گذارش کر سکتا ہوں۔ کہ اسکی عقیدت و عہد وفا کو حضور کے سامنے پیش کر دوں۔ آئندہ کے لئے جو دعوت عمل حضور دینگے۔ قادیان کی جماعت خدا کے فضل اور رحم سے اس پر لبیک کہنے کے لئے آگے بڑھیگی ؛

سیدنا! میں نے اپنی رپورٹوں میں نام بنام اپنے رفقاء کار کی کارگذاریوں کا ذکر کیا ہے۔ یہاں میں اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ حضور کے خدام کی اس مقامی انجمن کا ہر کارکن اور ہر فرد اپنے اندر ایک تڑپ رکھتا ہے۔ کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے تیار رہے۔ انجمن نے اس وقت تک جو کام کیا ہے۔ انہیں مخلصین کی سعی اور مخلصانہ تعاون کا نتیجہ ہے۔ اور درحقیقت یہ ان کی ہی کارگذاری ہے ؛

میں آخر میں حضور کی مع الخیر مراجعت پر جماعت کے جذبات محبت و اخلاص کو پیش کرتے ہوئے کہتا ہوں :-

امیر المومنین زندہ باد

خـــــــــادم

(خاکسار عرفانی خادم انجمن احمدیہ قادیان دارالامان)

دیانندی متن

تناسخ غائب

مرد کے پیٹ میں توام بچے

(۱) بلگریڈ (سربیا) کے شفاخانہ میں ایک کاشتکار اپنی بیوی کو داخل کرنے کی غرض سے لے گیا۔ وہ حاملہ تھی۔ جب کاشتکار کی ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی۔ تو ڈاکٹر نے دیکھا۔ کہ اس کاشتکار کے شکم میں ایک غیر معمولی دنبل ہے۔ جسکی وجہ سے اس کو بے حد تکلیف ہے۔ اس پر عمل جراحی کیا گیا۔ تو دنبل میں سے دو توام بچے برآمد ہوئے۔ ایک بچہ طول میں ۱۹ انچہ اور وزن میں ½ ۲ پونڈ تھا۔ اس کے سر پر لمبے لمبے بال اور منہ میں کئی دانت تھے۔ تمام اعضاء درست اور مکمل حالت میں تھے۔ دوسرا بچہ بالکل نامکمل اور ناقص حالت میں تھا۔ صرف سر اور جسم تھا۔ بازو وغیرہ نہ تھے۔ دونوں بچے پیٹ کے بالائی حصہ میں تھے۔ عمل جراحی کے بعد یہ شخص مرگیا ؛

قابل ڈاکٹر کا بیان ہے۔ کہ نطفہ کے بعض جراثیم ابتدا ہی سے اس مرد کے شکم میں موجود تھے۔ جو رفتہ رفتہ انسانی صورت اختیار کرتے گئے۔ اور چونکہ مرد کے اندر وہ لوازمات موجود نہیں ہوتے۔ جو بچے کے نشو و نما میں ممد ہوتے ہیں۔ بدیں وجہ ان کے نشو و نما میں غیر معمولی سست رفتاری واقعہ ہوئی۔ بہرحال یہ واقعہ بیسویں صدی کے عجائبات میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ اور تناسخ کے چکر میں پھنسے ہوئے دانشمندوں کو تناسخ سے رہائی دلانے کا اچھا موقعہ ہے ؛

لنکا میں دیوزاد بچہ

(۲) لنکا میں عجیب الخلقت بچہ ابھی حال ہی میں پیدا ہوا ہے۔ اس کی شکل بندر اور الو سے مشابہ ہے۔ ہزارہا آدمی اسے دیکھنے کے لئے چلے آتے ہیں۔ جس طرح الو کی گردن اور ٹھوڑی ندارد ہے۔ آنکھیں پیشانی پر گڑی ہوئی ہیں۔ ناک لمبی جیسی ہے۔ اس کے سر پر ایک سینگ بھی ہے۔ اور اس کی ایک ننھی سی دم بھی موجود ہے۔ تناسخ غائب (رشی امرتسر)

تصحیح

پچھلے پرچہ میں ہمارے ایک ذمی مناظر کی (ذمی احمدی کے نام سے) ایک تحریر طبع کرایا تھا۔ جس میں ہمارے مخلص دوست اور دیرینہ کارکن مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل نے مندرجہ عنوان ناشائستگی کا رقم فرمایا۔

ہمارے مخلص دوست اور دیرینہ کارکن مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل نے مندرجہ عنوان ناشائستگی کا رقم فرمایا۔

مطبع اخبار فاروق قادیان۔ دفتر فاروق قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

خاتم القوم وخاتم النبیین

مولوی محمد علی صاحب اپنے ایک رسالہ میں یوں رقمطراز ہیں "اور تین طرح پر میں دکھاؤں گا۔ ۱ ان الفاظ خاتم النبیین کے معنی لغت یا محاورۂ عرب کی کتابوں میں آخری نبی لکھے ہیں۔ دوسرے اس طرح پر کہ عرب میں خاتم القوم کا محاورہ جس کے مطابق خاتم النبیین ہے۔ صرف ایک ہی یعنی آخر القوم کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ تیسرے اس طرح پر کہ لفظ خاتم یعنی آخری عرب میں استعمال ہوتا تھا" صـ۲

پھر فرماتے ہیں "خاتم القوم کے معنی اس قوم کا آخری آدمی ہی عرب کرتے تھے۔ اور کرتے ہیں۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو خاتم القوم اور معنی ہو بھی کیا سکتے ہیں" صـ۔ ان دونوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ خاتم القوم کے محاورہ کے مطابق "خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی کے ہی رہ جاوینگے" اور اور کلمات جو مطابق محاورہ خاتم القوم ہونگے ان کے معنی بھی سوائے آخری فرد کے اور کچھ نہیں ہونگے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر ان کلمات کے اور کوئی معنے ہو ہی نہیں سکتے۔ تو مندرجہ ذیل محاورات کا کیا حل ہے؟

(۱) "وانا قول ۔ ۔ ۔ ۔ ھو مولانا الحافظ الحاج محمد عبد الوھاب بن محمد عبد الرزاق خاتم الفقہاء والمفسرین جمال الدین" حسنۃ المستوشد لوصال المرشد صـ (۲) تفسیر عزیزی کے ٹائٹل صـ پر لکھا ہے "مصنفاہ عمدۃ المفسرین خاتم المحدثین مولانا شاہ عبد العزیز دھلوی رح" (۳) ازالہ نافعہ کے ٹائٹل پر شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق خاتم المحدثین لکھا ہے۔

(۴) فجمع القریض بخاتم الشعراء وختم بردوضتھا حبیب الطائی وفیات جلد ا صـ۲۲ (۵) العرف الشذی علی جامع الترمذی کے ٹائٹل پر مولوی انور شاہ مدرس اعلیٰ دیوبند کی نسبت یوں لکھا ہے۔ تحمدہ علی ما من علینا نشر تعلیقات مستفادۃ من الدروس الحدیثیۃ للعلامۃ خاتم المحدثین والمفسرین زبدۃ الفقہاء والمتکلمین مولانا السید محمد انور شاہ شیخ الحدیث" (۶) الجواب الفصیح کے صـ۳ پر لکھا ہے۔ حسب الاتفاق خاتم المحدثین وآیۃ السالفین الصالحین سیدنا وسندنا واستاذنا حضرت مولوی الحاج سید انور شاہ صاحب" (۷) پھر لکھا ہے خاتم الاکابر حضرت گنگوہی کی وفات نے شہادت فاروقی کا نقشہ پیش کر دیا" القاسم جلد ۲ نمبر ۹ صـ (۸) مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی کو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ خاتم المفسرین کہا گیا ہے۔ اسیر مالٹا ٹائٹل وصـ (۹) فتوحات مکیہ جلد اول کے ٹائٹل پیج پر شیخ اکبر کو خاتم الاولیا لکھا گیا ہے (۱۰) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء" (تلک عشرۃ کاملہ) ؛

ممکن ہے یہ عشرہ کاملہ مردود و نامنظور ٹھہریں۔ اسلئے حضور پر نور مسیح موعودؑ کا استعمال دکھانا نسبتاً مفید معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ پیش خدمت ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں "مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے۔ کہ میں عالم الغیب ہوں۔ جب تک خدا تعالےٰ اس طرف توجہ نہ دی۔ اور بار بار نہ سمجھایا۔ کہ تو مسیح موعود ہے۔ اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ تب تک میں اس عقیدہ پر قائم تھا۔ جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت "براہین" میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھے پر اصل حقیقت کھول دی۔ تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا۔ اور مجھے نور سے بھر دیا۔ اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا۔ حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا۔ اور مجھے خاتم الخلفا ٹھہرایا گیا تھا" اعجاز احمدی صـ۷ (۲) پھر دوسری جگہ فرمایا "غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے۔ دو جوہر عطا کئے گئے ہیں۔ ایک علم الہدیٰ جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے۔ جو مظہر صفت محمدیت ہے۔ یعنی باوجود امیت کے علم دیا جانا۔ اور دوسری تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے" اربعین ۳ صـ۔ (۳) پھر خطبہ الہامیہ صـ۳۵ پر فرمایا "وانا خاتم الاولیاء لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلی عھدی" (۴) پھر فرمایا الباب الثانی فی المھدی الذی ھو آدم الامۃ وخاتم الائمۃ سر الخلافہ صـ۲۳۵۔ حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تو کمال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے۔ کہ وہ خاتم الملاء خاتم النبیین۔ خاتم الرسل خاتم الحکام بلکہ خاتم انسانیت بھی وہی ہیں۔ غرض سب ان کے نیچے ہیں" تقریر فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۸ء بعد نماز ظہر و عصر ؛

میں امید کرتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب بنفسِ نفیسہ خود یا ان کا کوئی مرید اس عقدہ کو حل کرے گا۔ اور بتائے گا۔ کہ مندرجہ بالا حوالجات کا بمطابق محاورہ خاتم القوم کیا ترجمہ ہے۔ کیا وہی جو مولوی صاحب نے بیان کیا ہے؟ یا کچھ اور؟ لیکن مرید صاحب للہ امارتِ امیر کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کا حل بتا دیں۔ اور اگر یہ محاورات غلط طریق پر استعمال شدہ ہیں۔ تو اس کی وجہ بتا دیں۔ والسلام ؛

خاکسار

(محمد صادق کنجاہی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرسید اور وفات مسیح

ضمیمہ جواب شہادت آسمانی مونگھیری

بعض لوگ اس دھوکے میں ہیں۔ کہ اس سے پیشتر سرسیّد نے بھی وفات مسیح کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی۔ اور مضمون لکھا۔ مگر واضح ہو۔ کہ سرسید سے پہلے بہت سے حکمائے یورپ بھی یہی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ فضلائے یورپ کی کتب اس بارہ میں موجود ہیں اور ہر ایک آزاد خیال اور نیچر میں غور کرنے والا بلا لحاظ کسی کتاب کی گواہی کے بالبداہت اس شخص کی تجہیل و تکبیت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ جو کسی کی ایسی انوکھی اور نرالی زندگی کا قائل ہو۔ اور چونکہ سیّد صاحب کا دماغ خیالات یورپ سے مانوس و مالوف تھا۔ بالفاظ دیگر انہی کے ماتحت پرورش پا رہا تھا۔ اس لئے انہوں نے اضطراراً وفات مسیح کے متعلق بحث کی۔ نہ بحیثیت قرآن شریف اور نہ اس نیّت پر کہ الوہیت مسیح کے کیکپا دینے والے مسئلہ کی بیخ کنی کی جائے۔ چنانچہ خود سیّد صاحب اور آپ کے ہمخیالوں کا یہ شائع شدہ اصول ہے۔ کہ مذہبی جھگڑوں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے قوموں میں بغض اور کینے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ انہیں اسلام کے ساتھ وہ ہمدردی اور جوش نہ تھا۔ جو ایک حقیقی مبلغ اسلام میں لابدی و ضروری ہے۔ اور چونکہ سیّد صاحب کا تمام دار و مدار توہمات یورپ پر ہی تھا۔ اس لئے بھی آپ طبعاً اس بات سے گھبرا جاتے۔ جس سے گھبراہٹ و بیزاری کا اظہار حکمائے یورپ کرتے۔

پس سیّد صاحب کا مسئلہ توفی کی نسبت بحث کرنا چونکہ سچی دینی غیرت اور نبیوں اور صالحوں کیلئے عزم اور ایک ظلم عظیم کی بیخ کنی کیلئے عقد ہمت اور اسلام کو دین باطل پر غالب کرنے کی بے قرار کر دینے والی غیرت کے تقاضا پر مبنی نہ تھا۔ انہوں نے عام حکیمانہ رنگ میں اور بالکل سرسری طور پر اس مسئلہ کو عام قانونِ قدرت کے ساتھ موافق کرنے کے لئے معمولی وسطی بحث کر دی۔ اسی لئے آپ نے اس پر قائم رہنے کے لئے کوئی استقلال نہیں دکھایا۔ اور نہ اس کی اشاعت کی دھت انہیں لگی۔ انہوں نے اس پر اتنا کیا عشر عشیر بھی زور نہیں دیا۔ جتنا کہ ناخلف بیٹے کی خلافت پر زور دیا۔ اور یہ ایک بڑا بھاری اور ناقابلِ عفو نقص ہے۔ جس کی وجہ سے سرسید کو ذرا بھی اس اصلاح کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ جو ایک خدا کا بندہ خدا میں ہو کر کرتا ہے۔

پھر حضور پر نور سید الثقلین الف الف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ رسالت سے قبل ایک شخص مسمّی ابو کبشہ صنم پرستی کا مخالف تھا۔ لیکن بانی توحید قرار پائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم تھا۔ ابن ابی کبشہ بھی کہتے تھے۔ پس جب ابو کبشہ کا خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بانی توحید ہونے میں مخل نہیں۔ تو پھر سرسید کا اضطراری خیال حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بانی وفات مسیح ہونے میں کیونکر مخل ہو سکتا ہے۔ وھذا کافٍ لمن لہ تدبر و تفکر۔ بانی سے مراد فقط یہ ہے کہ اس کو قرآن کریم سے بدلائل قاطعہ ثابت کرنے بطور حربۂ کاری کے استعمال کیا۔ اور اس سے مسیح موعودؑ ہی مختص ہیں۔"

(خاکسار:۔ محمد صادق کنجاہی)

چند نایاب کتابیں

مندرجہ ذیل ایسی کتابیں ہیں۔ جو بالکل ختم ہو چکی ہیں۔ لیکن دہلی سے ایک دوست نے برائے فروخت ارسال کی ہیں۔ شائقین جلد ان کو منگا لیں۔ ورنہ پھر دستیاب نہ ہوں گی۔

نعم الوکیل جو عرصہ سے ختم ہو چکی ہے۔ یہ کتاب مکرمی مولوی فضل دین صاحب پلیڈر نے مخالفین سلسلہ کے ان اعتراضات کے جواب میں تصنیف فرمائی۔ جن کی بنا پر وہ احمدیوں کو کافر قرار دیکر مساجد سے روکتے ہیں۔ اور یہ کتاب لدھانہ والے کورٹ انسپکٹر کے مقدمہ کیلئے تیار کی گئی تھی۔ اور اس میں پیش ہوئی۔ اور خدا نے احمدیوں کو فتح دی۔ صرف ایک نسخہ ملا ہے۔ قیمت موجودہ علاوہ محصول ڈاک دو روپیہ۔

انیسویں صدی کا مہرشی یہ نایاب اور شہرہ عالم کتاب ہے۔ اس کے آٹھ نسخے برائے فروخت آئے ہیں۔ بہت جلد شائقین منگا لیں۔ پھر نہ ملیں گے۔ قیمت فی نسخہ دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

تذکرۃ الشہادتین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ نادر اور بے بہا تصنیف ہے۔ جو حضور نے واقعہ شہادت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کے متعلق رقم فرمائی تھی۔ اس کا پہلا اڈیشن نایاب ہے۔ جو حضور نے خود طبع کرایا تھا۔ وہ ایک نسخہ ملا ہے۔ جو پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا۔ قیمت صرف دو روپے ہے۔

فاروق کا احمدؐ نمبر لیکھرام مقتول والی پیشگوئی کے متعلق مکمل حالات اور واقعہ قتل کے وہ حالات جو آج تک کسی کی نظر سے نہ گذرے تھے۔ اس نمبر میں شائع ہوئے تھے۔ اس کے آٹھ نسخے صرف برائے فروخت ملے ہیں۔ فی نسخہ قیمت صرف آٹھ آنہ ہے۔ یہ لاجواب احمد نمبر ہے۔ جس کی جواب دہی سے آریہ سماج عاجز ہو گئی۔

احمدیہ بیگ والی انذاری پیشگوئی قابل دیدنئے دلائل سے دشمنوں کو جواب دیا گیا ہے۔ تسلی بخش اور دشمن کش ہے۔ صرف آٹھ نسخے باقی ہیں۔ قیمت صرف ۴ر

احمدیہ پاکٹ بک بارہ سو دلائل صداقت اسلام و احمدیت میں اور تردید آریہ سماج و دیگر مخالفین اسلام کیلئے۔ جیب میں رکھنے والا پستول ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ ۔ فاروق قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

ذکرِ حبیب

(۱)

۲۶ جولائی گذشتہ کو حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں طلباء مدرسہ کے سامنے ایک نہایت دلچسپ لیکچر دیا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشم دید حالات اور سیرۃ کے متعلق تھا۔ اس مفید اور پر لطف لیکچر کو مولوی عبدالرحمن صاحب شاکر نے قلمبند کر کے فاروق میں اشاعت کیلئے عطا فرمایا۔ جو ناظرین فاروق کی خاطر ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔ خداوند کریم جناب مفتی صاحب سلمہ اللہ کو زندہ و سلامت رکھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود کے حالات ایسے یاد ہیں۔ اور اس عمدہ طرز پر ان کو بیان کرتے ہیں۔ کہ گویا وہی زمانہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیٹر)

آج تمہارے اساتذہ نے مجھ سے خواہش کی۔ کہ میں آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض باتیں سناؤں۔ سب سے پہلے یہ ذکر ضروری ہے۔ کہ پہلے پہل ہائی سکول کہاں تھا۔ پہلے پرائمری ہوا۔ پھر مڈل۔ پھر ہائی۔ احمدیہ سکول نہ ہوتا تھا۔ یہ بعد میں بنا ہے۔ ہائی سکول اسی بلڈنگ میں ہوتا تھا۔ جس میں آج احمدیہ سکول ہے۔ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے۔ قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل۔ اس زمانہ کے طالب علم ہیں۔ ان کو دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اُس وقت کے طالب علم روحانیات میں کس قدر ترقی کرنے والے تھے۔ دیکھو انہی کے ذریعے خدا نے اسلام کو پھیلایا ہے۔ ان کو سب سے بڑی برکت یہ حاصل تھی۔ کہ وہ اکثر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں بیٹھتے تھے۔ مسجد مبارک میں یا سیر کے وقت یا اور موقعوں پر میں دیکھتا تھا۔ کہ اکثر طالب علم حاضر ہوتے۔ حضور کی صحبت کا اس قدر اثر تھا۔ کہ ان میں سے اکثر راتوں کو اٹھکر تہجد پڑھتے۔ ان میں دین کی بہت محبت تھی۔ سلسلہ کی اشاعت کا ان کو بہت شوق تھا۔ وہ باہر جاکر بھی تبلیغ دین کرتے۔ چونکہ اُس زمانہ میں بورڈروں پر بندشیں اس قدر زیادہ نہ ہوتی تھیں۔ جس طرح کہ آج کل ہیں۔ اس لئے ان کو باہر جانے کا بھی خوب موقع ملتا۔ بہت سے لوگ انہی کے ذریعہ داخل سلسلہ ہوئے۔

مسیح موعودؑ کے زمانہ میں نورالدین اعظم

حضرت مولانا مولوی نورالدینؓ صاحب کی عادت تھی۔ کہ جس کمرے میں آج کل مولوی قطب الدین صاحب مطب کرتے ہیں۔ اس میں بیٹھکر تمام دن قرآن شریف۔ حدیث مثنوی مولانا روم۔ اور طب وغیرہ پڑھاتے۔ اور اتنا بڑا عالم متقی پرہیزگار انسان جب کہ سارا دن کھلے دربار میں بیٹھا رہتا۔ اور ہر شخص کو آنے کی اجازت تھی۔ تو لوگوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے۔ آج کل ایسا کوئی موقعہ نہیں مل سکتا۔ اکثر مہمان آتے ہیں۔ اور دکانوں پر ادھر اُدھر بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ اس طرح بعض کو ابتلاء بھی پیش آجاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اس طرح وقت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ انکی مصروفیات وغیرہ بے شمار ہیں۔ لوگ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر ہر وقت مسائل وغیرہ دریافت کرتے۔ اور حضور ان سب کا اچھی طرح سے جواب دیتے۔ اور تشفی کر دیتے۔

آپ کو ایک خاص رنگ عطا کیا گیا تھا۔ کہ مخالف سے مخالف بھی آپ کا قائل ہو جاتا۔ اب وہ موقعہ نہیں رہا۔ تاہم تم کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان بقیہ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ مثلاً مولوی سرور شاہ صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب میر محمد اسحاق صاحب۔ پیر منظور محمد صاحب۔ مولانا عبدالستار صاحب اور بھی بعض دوست ہیں۔ آپ کو ان بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے۔ اور انکے روحانی تجربات کو محفوظ کرنا چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ بات طلباء کے لئے بڑی برکات کا موجب ہوگی۔

مسجد مبارک میں نمازیں

آج حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جس قدر لوگوں کو جانتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نہ جانتے تھے۔ آپ تو اپنے خاص ملنے والوں کو بھی نہ پہچان سکتے تھے۔ ایک صاحب فضل دین نام۔ قادیان کے ہی رہنے والے تھے۔ اب فوت ہوگئے ہیں۔ اور قادیان سے باہر مرزا سلطان احمد صاحب کے پاس ہوتے تھے۔ بعد میں ہائی سکول میں چپڑاسی بھی رہے۔ وہ ایک دن حضرت مولوی صاحب کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ حضور علیہ السلام میرے لئے تو ضرور ہی دعا کرتے ہونگے۔ میں نے بچپن سے ان کی خدمت کی ہے مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ چلو چھوٹی مسجد میں۔ دیکھتے ہیں۔ کہ حضور تم کو جانتے بھی ہیں یا نہیں؟ چھوٹی مسجد ان دنوں میں موجودہ مسجد نہ ہوتی تھی۔ بلکہ بہت چھوٹی ہوتی تھی۔ جس کے نشان آج بھی موجود ہیں۔ یہ وسعت بھی حضرت صاحب کے آخری سال میں ہوئی ہے۔ بمشکل ایک صف میں ۷ آدمی آتے تھے۔ اصل مسجد میں صرف دو صفیں ہوتی تھیں۔ کل ۱۶ آدمی نماز پڑھ سکتے تھے۔ وضو کرنے کی جگہ پر بھی لوگ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس کمرے میں بھی جو چھوٹی سیڑھیوں کے پاس ہے۔ لوگ کھڑے ہو جاتے تھے۔ مسجد میں جو کھڑکی لگی ہوئی ہے آپ اُس کے پاس گھر سے باہر آکر تشریف رکھتے۔ آپ عموماً نماز وہیں ادا فرماتے۔ بعد میں امام کے ساتھ بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ بڑی مسجد میں حضور عموماً درمیانے دروازے میں تشریف رکھتے۔ جس کے بالمقابل آج کل ایک دروازہ بھی نکلا ہوا ہے۔ آپ تمام نمازیں چھوٹی مسجد میں ادا فرماتے۔ اور جمعہ بڑی مسجد میں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کی طبیعت میں تکلف بالکل نہ تھا۔ ایک دفعہ حضور نماز پڑھ کر بڑی مسجد سے نکلے۔ تو ایک شخص کنوئیں سے پانی نکال کر پی رہا تھا۔ حضور نے بھی پانی کی خواہش کی۔ ایک شخص گلاس لینے کو دوڑا۔ مگر حضور نے بوکے سے منہ لگا کر پی لیا۔ ہم نے بھی اسی طرح پیا۔

قرآن مجید سے عشق

ایک دفعہ آپ سیر کیلئے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں کسی نے عرض کی۔ کہ حضور ایک لڑکا محب الرحمٰن (جو دراصل ہندوستانی تھا۔ مگر رہتا بھگواڑے میں تھا) حافظ ہے اور نہایت خوش الحان ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ ہم بھی قرآن شریف سنیں گے۔ اور راستہ چھوڑ کر کھیت میں بیٹھ گئے۔ اُس نے قرآن شریف سنایا۔ آواز واقعی بہت عمدہ تھی لوگوں کے آنسو نکل آئے۔ بعض دوست کہتے تھے۔ کہ حضور کے بھی آنسو رواں تھے۔ آپ نے اُسے فرمایا۔ ہر روز ہمارے مکان پر صبح آٹھ بجے آکر ہمیں قرآن سنایا کرو۔ اس کے لئے حضرت کے کمرے کے پاس ایک کرسی دی جاتی۔ اور وہ دو چار رکوع سناتا۔ بعض دفعہ آپ اپنے بنائے ہوئے اشعار بھی دوسروں سے سنتے تھے۔ حافظ معین الدین صاحب سے بھی اکثر سنا کرتے تھے۔ آج کل حضرت خلیفہ ثانی بھی اسی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی نئی تصنیف کی۔ اور جھٹ مسجد میں آکر دوستوں کو سناتے ہیں۔

مخدوم الملت مولوی عبدالکریمؓ

حضور علیہ السلام دوستوں میں اس طرح رہتے۔ کہ دوسرا آدمی پہچان ہی نہ سکتا کہ ان میں سے مسیح موعود کون ہے۔ ایک دفعہ نماز کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب جو جماعت میں بہت ہی مضبوط تھے۔ اور دیگر اصحاب بھی بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب ایک کونے میں تشریف رکھتے تھے۔ اور مولوی صاحب درمیان میں تھے۔ حضرت صاحب امامت نہ کراتے تھے۔ بلکہ یہ خدمت مولوی صاحب کے ہی سپرد تھی۔ یا مولوی نورالدینؓ صاحب بعض دفعہ یا مولوی فضل دین صاحب یا میں ہی بعض دفعہ امامت کراتا۔ ایک شخص آیا۔ اس کو معلوم نہ تھا۔ کہ مسیح موعودؑ کون ہے۔ اس نے مولوی عبدالکریم صاحب کو مسیح موعود سمجھ کر اُن سے مصافحہ کر لیا۔ سمجھ مولوی صاحب بھی گئے۔ کہ یہ شخص غلطی کر رہا ہے آپ چونکہ بہت آزاد طبیعت واقع ہوئے تھے کہنے لگے۔ کہ "اوئے کہدے نال مصافحہ کر ذا ایں۔ ایہہ کالا منہ مسیح موعودؑ دا اے"۔ کہ تم کس سے مصافحہ کر رہے ہو۔ کیا یہ کالا منہ مسیح موعودؑ کا ہے۔ وہ رات دن اپنے اوقات۔ لیاقت۔ ذہن۔ فہم سب سلسلہ کے لئے وقف رکھتے تھے۔ تحریر۔ تبلیغ یا خطوط کے ذریعے اشاعت سلسلہ میں لگے رہتے تھے۔ ڈاک کا کام بھی انہی کے سپرد تھا۔ ڈاک بھی کم ہوتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ ۱۵۰-۲۰۰ خط ہوتے تھے۔ بعد میں میرے سپرد ہوا۔ ان خطوط میں زیادہ تر دعا کے لئے ہوتے تھے۔ حضور سے میں نے دریافت کیا۔ کہ حضور ایسے خطوط کا کیا جواب دیا کروں۔ فرمایا کہ آپ کو ہماری طرف سے اجازت ہے کہ لکھ دیا کرو۔ کہ آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ آپؑ کی ڈاک براہ راست جایا کرتی تھی۔ حضور ہر خط کو پڑھ کر اس کے لئے دعا فرماتے۔ پھر میں ایک لسٹ بنا کر دعا والوں کی اور اس میں نام۔ مقام پتہ اور غرض لکھ کر حضور کے پیش کر دیتا۔ اس طرح ڈبل دعا ہو جاتی۔

آپؑ کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ کا بھی یہی حال رہا۔ آپ کی خدمت میں بھی لسٹ بھیج دی جاتی۔ جس کو آپ سوتے وقت سرہانے رکھ لیتے۔ اور تہجد میں اُٹھ کر دعا فرماتے۔ حضرت خلیفہ ثانی کا بھی یہی طرز ہے۔

دعا کیلئے خط لکھتے رہو

میں پہلے حضرت مولوی صاحب کے پاس جموں میں رہتا تھا۔ جہاں وہ مہاراجہ کے طبیب تھے۔ وہیں میں نے بیعت بھی کی تھی۔ مولوی صاحب میرے سسر کے خالو بھی تھے۔ آپؓ نے مجھے نصیحت فرمائی۔ کہ تم حضرت صاحب کو دعا کے لئے ضرور خط لکھا کرو۔ میں نے کہا۔ کہ ان کو جواب کے لئے فرصت کہاں ہوگی۔ فرمایا۔ کہ بس تم خط لکھ دیا کرو۔ اور جواب کے منتظر نہ رہو۔ میں خط لکھ دیا کرتا۔ مگر جواب کا منتظر نہ رہتا۔ اور بعض دفعہ جواب نہ بھی آتا۔

اس سے بڑھکر تجربہ میں نے امریکہ میں کیا ہے۔ کہ میں جب بیمار ہو جاتا یا کوئی اور تکلیف ہوتی یا کوئی مشکل کام نظر آتا۔ تو حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھتا۔ اُدھر ڈاک میں خط ڈالتا اور ادھر میرے کام میں آسانی پیدا ہو جاتی۔ ایک دفعہ آنکھ کا درد تھا۔ میں نے گھبرا کر خط لکھا۔ اُسی وقت سے آرام آنا شروع ہو گیا۔ حضرت صاحب کا ایک شعر ہے ؎

ہم دعا از تو اجابت از تو

خدا اس بات پر قادر ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو حضرت صاحب کی ہی دعا سے شفا ہونی ہے۔ تو وہ حضرت صاحب کے دل میں اس کے لئے دعا کرنے کی تحریک کر دے گا۔ ایک کام ہونا ہوتا ہے۔ اس کے لئے سبب درکار ہوتا ہے۔ وہ سبب کسی کی دعا ہو جاتی ہے اسی طرح جب ہم اپنے لئے کوئی خاص دعا کرنے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو آدھی رات کو اُٹھتے ہیں۔ خصوصیت سے وضو کرتے ہیں۔ اور تمام حالات سے الگ ہو کر اور اپنی طبیعت کو طیار کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم دعا کے محل کے عین دروازے کے اندر داخل ہونے لگتے ہیں۔ تو عین اس وقت کسی دوسرے دوست یا سائل کا خیال آجاتا ہے۔ کہ اس کا فلاں کام رُکا ہوا ہے۔ تو ہم وہی جوش جو کہ اپنے لئے لیکر اٹھے تھے۔ اُس کے کام کے لئے صرف کر دیتے ہیں۔ اور اس کا کام بن جاتا ہے۔ بعض دفعہ خدا کسی پر رحم کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کے لئے کسی دوسرے کی دعا کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا خود ہی کسی شخص کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ کہ اس کے لئے دعا کرو۔ اور اس کا کام ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحب پر بھی ایسے اوقات آئے ہیں۔ ایک دفعہ خود خدا نے کہدیا۔ کہ اب دعا کرو۔ الہام ہوا۔ کہ ؎

چل رہی ہے نسیم رحمت کی ۔ جو دعا کیجئے قبول ہے آج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضورؑ نے ہمارے لئے جو دعائیں کی ہوئی ہیں۔ وہ آج تک ہماری سستیوں اور غفلتوں کو دُور کرتی رہی ہیں۔ اور آئندہ بھی خدا کے فضل سے ایسی ہی امید ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے جو مہمان رخصت طلب کرنے آتا۔ تو آپ اس کو اور چند دن ٹھیرنے کے لئے کہتے۔ اس میں حکمت یہ ہوتی تھی۔ کہ شاید اس کی موجودگی میں کوئی نشان ظاہر ہو۔ اور یہ اُس کا گواہ بن جائے ؛

بچوں پر شفقت

آپؑ بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آپ ہرگز پسند نہ کرتے۔ کہ کوئی استاد بچے کو مارے۔ اگر کوئی ایسی شکایت پیدا ہوتی۔ تو آپ بڑی سختی سے نوٹس لیتے فرمایا "آج کے بعد اگر کوئی استاد کسی لڑکے کو مارے گا۔ تو اُس کو فوراً موقوف کر دیا جائیگا"

آپؑ بچوں کی خواب کو بہت غور سے سنتے۔ اور قدر کرتے تھے۔ میں نے حضرت کی بعض کتب کے ٹائٹیل پر لکھا دیکھا ہے۔ کہ آج محمود نے فلاں خواب دیکھا۔ فلاں نے یہ دیکھا۔ فلاں نے یہ۔ جن دنوں حضرت صاحب باغ میں مقیم تھے۔ تو میرے لڑکے منظور نے خواب دیکھا۔ کہ آسمان میں بہت سی چیلیں اڑ رہی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ کہ اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ بیماری پھیلے گی۔ اور جھٹ بکرے منگا کر صدقہ دیدیا ؛

لوگ حضورؑ کی زندگی میں اکثر نشان دیکھا کرتے تھے۔ ان میں بچے بھی شامل ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایک نشان پورا ہوا۔ تو حضورؑ نے نشانات کی کاپی اندر سے منگوائی۔ وہ کاپی اندر سے ہادی علی سپرنٹنڈنٹ ذوالفقار علی خانصاحب لایا۔ اُس کا اور ممتاز علی کا نام بھی گواہوں میں لکھا گیا۔ وہ خبر رام پور پہنچی۔ تو خانصاحب بڑے خوش ہوئے۔ کہ میرے لڑکوں کا نام بھی حضرت کی کتاب میں آگیا ہے ؛

ایک پولیس افسر کی آمد و رفت

پہلے قسام یہ مقام جہاں آج کل احمدیہ سکول لنگر خانہ وغیرہ بنے ہوئے ہیں۔ ڈھاب ہوتی تھی۔ مولوی قطب الدین صاحب جہاں آج کل مطب کرتے ہیں۔ یہاں بھی ڈھاب ہوتی تھی۔ کئی دفعہ لوگ وہیں سے وضو کرتے تھے۔ سب سے پہلی عمارت مطب کی بنی تھی۔ اور جس جگہ آج کل موٹر ہاؤس ہے۔ اور پہلے رتھ ہاؤس تھا۔ اور اس سے پہلے پریس ہوتا تھا۔ اس وقت یہاں ایک چبوترہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس آیا۔ اس کے لئے کرسی منگائی گئی۔ دوسری کرسی حضرت کے لئے منگوائی گئی۔ بمشکل دو کرسیاں مل سکیں۔ اس زمانہ میں قادیان میں کرسیاں ہی نہ ہوتی تھیں۔ جب حضورؑ آئے۔ تو اس نے جیب سے ایک پاکٹ بک نکالی۔ اور موجودہ تہذیب کے مطابق عرض کی۔ کہ کیا میں آپ سے چند سوالات کر سکتا ہوں۔ حضور نے اجازت دیدی۔ وہ ایک طرف سے ورق الٹنے لگا۔ مگر وہ سوالات نہ ملے پھر اس نے دوبارہ ورق الٹے۔ مگر وہ سوالات نہ ملنے تھے نہ ملے۔ آخر اس نے کاپی کو تو جیب میں ڈالا۔ اور کہنے لگا۔ حضور وہ سوالات تو بھول گیا۔ یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا۔ نہ معلوم وہ کیا سوال تھے۔ خدا نے اس کو ایسا مرعوب کر دیا۔ کہ وہ سوال ہی نہ ملے۔ اور نہ وہ کچھ زبانی پوچھ سکا ؛

قتل لیکھرام پر تلاشی

لیکھرام کے قتل پر ہندوؤں نے گورنمنٹ کو بہت تنگ کیا۔ کہ حضرت صاحب کے گھر کی تلاشی لے۔ شاید کوئی خط یا تحریر وغیرہ ایسی ملے۔ جس سے قتل کی سازش میں ان کا بھی شامل ہونا معلوم ہو گورنمنٹ پسند نہ کرتی تھی۔ کہ اتنے بڑے معزز خاندان کی تلاشی لے۔ خیر ایک دن ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ایک انسپکٹر دو تھانیدار اور بیس پچیس سپاہی چھوٹی مسجد میں آگئے۔ حضورؑ باہر تشریف لے آئے۔ اُس نے کہا میں تلاشی لینے آیا ہوں۔ حضورؑ نے فرمایا۔ بہت اچھا میں اندر پردہ کرا لوں۔ آپ اندر چلے گئے۔ مگر چند قدم جا کر واپس آگئے۔ کہ شاید اس کے دل میں یہ خیال گذرے۔ کہ اندر جا کر پردہ کے بہانے کسی خاص چیز کو چھپا دیں۔ اور اس کو کہا۔ کہ اندر آجاؤ۔ میں آواز دے کر پردہ کرا لوں گا۔ انگریزوں کا طریق ہے۔ کہ وہ کمرہ میں داخل ہوتے وقت سر سے ہیٹ اتار لیتے ہیں۔ وہ جب اندر داخل ہونے لگا۔ تو دروازہ چونکہ بہت چھوٹا تھا اور وہ انگریز بہت لمبا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کا سر اوپر چوکھٹ سے لگا۔ جس سے اس کا دماغ چکرا گیا۔ اور وہ وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کیا میں دودھ منگواؤں۔ اس نے کہا نہیں رہنے دیجئے۔ انسپکٹر وغیرہ تلاشی لیتے رہے۔ مگر بالکل کچھ نہ ملا۔ حضرت صاحبؑ خود اپنے خطوط کے بستے وغیرہ اُس کو دکھاتے ؛

حضورؑ فرمایا کرتے کہ دعا ضرور کیا کرو۔ اور اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے فرمایا۔ کہ اگر میں کسی چیز میں بخل کرتا تو سوائے اس گُر کے کہ دعا کے ذریعے بڑی شاندار کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ سب بتا دیتا۔ تہجد کے لئے بھی بہت تاکید فرماتے۔ کہ اگر تہجد کے وقت اُٹھ نہ سکو تو وضو کر کے بستر ہی میں دعا کر لیا کرو۔ یا اگر یہ بھی نہ کر سکو۔ تو لیٹے لیٹے ہی دعا کر لیا کرو۔ فرماتے کہ استخارہ ہر کام کے لئے کیا کرو۔ سفر کے لئے بھی خواہ کس قدر چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ استخارہ تو طلبِ خیر ہے ؛

اطلاع

(۱) جن خریداران کا چندہ ششماہی اوّل جو اپریل ۱۹۲۹ء سے شروع ہوا تھا۔ وہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۹ء کو ختم ہو چکا۔ آئندہ ششماہی دوم کے واسطے ان کے نام وی پی ارسال کیا گیا ہے۔ براہ مہربانی وصول فرما کر ثواب حاصل کریں۔ فاروق کو وی پی واپس کرنے سے نقصان نہ پہنچاویں ؛

(منیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مشن

محبت خدا و اتباع خیر الورا

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

کسی قوم کا ترقی و تنزل کرنا بعض وجوہات اور اسباب پر منحصر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک قوم کا ترقی و تنزل کرنا ایک ایسا امر اہم ہے۔ کہ یہ بجز بعض وجوہات اور اسباب پر مبنی ہونے کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو زمانہ حال میں جو مسلمانوں کی حالت پستی اور انحطاط کی جانب گر گئی ہے۔ یہ بھی اپنے اندر ضرور کچھ اسباب اور وجوہات رکھتی ہے۔ کہ جن اسباب کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہو گئی ؛

باوجودیکہ آج ان کی تعداد کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور ایک دنیا ان سے آباد ہے۔ پھر بھی یہ کمزور نظر آتے ہیں۔ اور مغلوب ہیں ؛

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین باوجود تھوڑے ہونے کے تمام دنیا میں اپنا سکہ قائم کر گئے۔ اور ایک محدود وقت میں تمام دنیا میں اپنے غلبہ کی دھوم مچا گئے۔ لیکن آج وہی مسلمان جو کہ اسی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں۔ جس کے پیرو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ باوجود اپنی زیادتی تعداد کے سراسیمہ نظر آ رہے ہیں ؛

صحابہ کرام کا سینکڑوں کی تعداد میں ہو کر ہزاروں پر غلبہ حاصل کرنا۔ اور ہزاروں کی تعداد ہو کر لاکھوں پر فتحیاب ہونا۔ اور آج مسلمانوں کا کروڑوں کی تعداد میں ہو کر بھی مغلوب نظر آنا کس قدر حیرت انگیز بات ہے ؛

وہ کونسی طاقت تھی۔ جو صحابہ کرام کو ہر میدان میں نصرت بخشتی تھی۔ اور ان میں وہ کیا جذبہ تھا۔ جو ان کو کشاں کشاں میدان میں لے جا کر جان ہتھیلیوں پر رکھوا دیتا تھا۔ اور آج وہ ہم میں مفقود ہے اور وہ کیا ولولہ تھا۔ کہ وہ دشمن کی جمعیت کی پرواہ ہی نہ کرتے تھے۔ اور آج وہ ہم میں معدوم ہے؟

اس کا ایک بڑا بھاری سبب مندرجہ بالا آیت شریفہ ہے۔ کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یہی وہ بات تھی۔ جو صحابہ کرام کو دشمن پر بار بار غالب کرتی تھی۔ اور فتحیاب کرتی تھی بدر کے مقام مشاہدہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح سے ان میں خدا اور اس کے رسول کی محبت جاگزیں تھی۔ اور کس طرح وہ محبت انکے ہر رگ و تار میں جذب ہو چکی تھی۔ وہ محبت ایسی پائدار تھی۔ کہ کوئی دنیاوی طاقت اس کو ان کے دلوں سے خارج نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اس محبت کے لئے جان دینا ایک آسان کام ہی نہیں۔ بلکہ اپنے لئے باعث فخر یقین کرتے تھے۔ اور اسی محبت میں سرشار ہو کر فنا ہو جانے کو راحت سمجھتے تھے۔

ان کی اگر کوئی بڑی سے بڑی آرزو تھی۔ تو یہی تھی۔ کہ وہ اس محبت میں جان دیدیں۔ اور اپنی روح کو اپنے خدائے لایزال اور اس کے برگزیدہ رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر فدا کر کے ہمیشہ کے لئے ان سے پیوستہ کر دیں۔

یہی وہ جذبہ اور ولولہ تھا۔ جو ان کو ہر اہم مقام پر لے جاتا تھا۔ اور یہی وہ محبت تھی جس نے کہ ان کو بدر کے مقام پر اپنے سے تین گنا جماعت کے سامنے کھڑا کر دیا۔

اور اس وقت بھی ان کے دل قطعاً ہراساں نہیں تھے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی محبت سے سرشار اور معمور تھے وہ اپنے دلوں میں کامل اطمینان اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر پورا وثوق رکھتے تھے۔ دشمن نے اپنی انتہائی کوشش صرف کی۔ لیکن ان کے استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔ کفار نے اپنی تمام کوشش ان کی ہزیمت دینے میں لگا دی۔ لیکن ان کے پاؤں کو ذرا لغزش نہ ہوئی۔ اور یہ بات ہو بھی کس طرح سکتی تھی۔ جبکہ اسلام کے شیدائی ہر وقت اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربانی ہونے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور وہ یہ ٹرمپ رکھتے تھے۔ کہ وہ اپنے یار ازل کی راہ میں فنا ہو کر بقا کو حاصل کریں۔ دشمن ہر حملہ پر اس بات کا متمنی ہوتا تھا۔ کہ اب ان کو ہزیمت ہوئی۔ لیکن ادھر تو محبت کی زنجیروں نے پاؤں کو جکڑا ہوا تھا۔ جس سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا محال تھا۔ آخر کفار کی تمام کوشش صرف ہو گئی۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ اس استقلال اور ہمت مردانہ سے مقابلہ کر رہے تھے۔ اور انجام کار اس کا وہی نتیجہ ہوا۔ جو کہ الٰہی نصرت کے وقت ہوا کرتا ہے۔ وہی نتیجہ جو فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ہوا تھا۔ کفار مغلوب ہو گئے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب اور فتحیاب ہوئے ؛

ایسا ہی بیسیوں دفعہ اس خدا تعالےٰ اور اسکے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تھوڑی سی جماعت نے کارہائے نمایاں دکھلائے۔ اس قلیل جماعت نے قیصر و کسریٰ جیسے شاہان بلند پایہ کے عظیم الشان ایوانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور بڑے بڑے فرعون دماغوں کو تعرِ ذلت میں گرا دیا۔

لیکن

آج باوجودیکہ مسلمانوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ ان میں وہ ولولہ وہ جذبہ نہیں رہا۔ آج کا مشاہدہ پچھلے مشاہدات سے بالکل خلاف ہے۔ آج کی حالت اور زمانہ گذشتہ کی حالت میں بہت بڑا فرق ہے۔ اغیار ان کو ہر طرف سے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ لیکن یہ غفلت ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ آج وہ محبت اور شوق جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھی مفقود ہے۔ اور اس کی ایک وجہ یہ آیت شریفہ ہے۔ کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ پر عمل نہیں رہا۔ خدا تعالےٰ کی محبت کے لئے رسول کی محبت لازمی قرار دی گئی ہے۔ اور کوئی شخص اس وقت تک اللہ تعالےٰ سے محبت نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ پہلے رسول سے محبت نہ کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھوڑے ہو کر بہتوں پر غلبہ حاصل کرنا اپنے اندر یہی وجہ رکھتا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتم درجہ کی محبت رکھتے تھے۔ اور ان کی تمام فتوحات اور اولوالعزمیوں کی یہی وجہ تھی۔ کہ وہ خدا اور اس کے برگزیدہ رسول سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اور انہوں نے ایک ہی ہاتھ پر متفق ہو کر یہ عہد کیا ہوا تھا۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے۔ اور آپس میں محض للہ اخوت قائم کریں گے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ گو ان کے جسم جدا جدا نظر آتے تھے۔ لیکن روحیں سب کی باہم متواصل تھیں اور گو وہ جدا جدا نظر آتے تھے۔ لیکن دل سب کے ایک ہی سلک میں منظم تھے۔

پس آج مسلمانوں کی جو حالت اس قدر پراگندہ ہو رہی ہے۔ تو اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اتباع و محبت مسلمانوں کے دلوں میں نہیں رہی۔ صرف زبانوں پر رہ گئی ہے۔ اسلئے اس نخل کو جس کو کہ آج تیرہ سو برس ہوئے لگایا گیا تھا۔ سرسبز کرنے کے لئے خدا نے اپنے ایک رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر مسلمانوں کی پراگندگی کو فراہم کرنے کی تجویز فرمائی ہے۔ لیکن اکثروں نے بجائے اس کے کہ اس کی پیروی اختیار کرتے تکذیب و تکفیر کی۔ اور اس طرح اپنی ترقی کے لئے سدِ راہ ہوئے ؎

ہائے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا لیا
زلزلوں سے ہو گئے صدہا مساکن شاخسار

لہذا مسلمانوں کی ترقی کا راز اس آیت شریفہ نے بتا دیا۔ اگر یہ ایک ہی ہاتھ کے نیچے جمع ہو کر خدا تعالےٰ کے مبعوث کردہ رسول کی اطاعت اور اس سے محبت کرینگے۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق یحببکم اللہ۔ ان سے محبت کرے گا۔ اور ترقی بخشے گا۔ یاد رکھو۔ کہ مسلمانوں کی ترقی اور بہتری صرف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں ہے۔

وما علینا الا البلاغ ؛

(ملک عبداللہ خاں۔ قادیان)

عیسائی مشن

پادریوں کے ایمان کا امتحان

مسیح ناصری نے اپنے سچے پیروؤں کا ایک نشان بتایا ہے۔ جس کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

اوّل۔ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کرے گا۔ اور ان سے بھی بڑے کام کریگا۔ کیونکہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور جو کچھ تم میرے نام سے مانگو گے۔ میں وہی کروں گا۔" دیکھو یوحنا ۱۴/۱۲ ؛

دوم۔ دوسری انجیل میں لکھا ہے۔ کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا۔ تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے۔ کہ یہاں سے وہاں چلا جا۔ تو وہ چلا جاتا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوتی۔" متی ۱۷/۱۹-۲۱ ؛

یہ دونوں حوالے ایک سچے عیسائی کے ایمان پرکھنے کے واسطے صاف اور بیّن ہیں۔ کہ جو سچی مسیح کا سچا شاگرد اور پیرو ہوگا۔ وہ ایسے ایسے کام کر دکھائے گا۔ جو خود ان کے پیشوا مسیح ناصری دکھاتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ ایسا ہی مرقس نے اپنی انجیل کے باب ۱۱/۲۳ میں لکھا ہے۔

(۱) اس لئے ہم عیسائی صاحبان سے بصد ادب ملتمس ہیں۔ کہ آیا مندرجہ بالا حوالے آپ کی انجیل مقدس کے ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر ہیں تو یہ آپ کے خداوند مسیح ناصری نے فرمائے ہیں یا کسی نے جھوٹ ہی ان کی طرف منسوب کر دیئے ہیں؟

(۳) اگر واقعی آپ کے خداوند کا یہ فرمان ہے۔ تو محض یہ گفتن ہیں۔ یا اس کے کچھ معنے بھی ہوتے ہیں؟

(۴) اگر معنے ہوتے ہیں۔ تو وہ سوائے اس کے کیا ہیں۔ کہ ایک رائی کے دانہ جتنا مسیح پر ایمان رکھنے والا ہر ناممکن کو ممکن کر سکتا ہے۔ اور جو ایسا کر کے نہ دکھا دے۔ وہ بے اعتقاد اور بے ایمان ہے ؛

(۵) پس آج دنیا میں کسی مقام پر اگر کوئی ایسا عیسائی ہو۔ جس کے اندر پربت جتنا نہیں تو ایک تربوز جتنا ہی۔ اگر اتنا بھی نہیں تو ایک خربوزے جتنا ہی۔ اگر اتنا بھی نہیں تو ایک انار جتنا ہی۔ اگر اتنا بھی نہیں تو ایک انگور کلاں جتنا ہی سہی یا کشمش کے دانہ برابر ہی اگر اتنا بھی نہیں تو ایک نخود کے برابر ہو۔ یہ بھی نہیں۔ تو ماش کے دانہ جتنا ہی ہو۔ اتنا بھی نہیں تو خیر رتی بھر ہی سہی۔ جانے دو کوئی رائی برابر ہی اپنا ایمان ثابت کر دے۔ تو ہم اس کو اکتیس ۳۱ روپیہ انعام دینگے۔ اور ایمان دار مانینگے۔ اور انجیل کے بیان کی تصدیق کرینگے۔ اور اگر ایسا نہ دکھا سکے۔ تو یا اپنے بے ایمان ہونے کا اقرار کرے۔ یا انجیل کے اس بیان کی تکذیب کرے۔ دونوں میں سے جو آسانی سمجھے اس کو قبول کرے۔ کوئی مسیحی ہے جو اس کا باصواب جواب دے؟

کلیات طب جدید

مدراس سے حال ہی میں مندرجہ عنوان نام سے ایک ضخیم کتاب حکمت و طب جدید کے متعلق جناب حکیم محمد سعید صاحب چودھری نے تالیف فرما کر شائع کی ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے اس کتاب میں میڈیکل سائنس کے جملہ مبادیات کو نہایت ہی خوبی سے درج فرمایا ہے۔ کتاب شروع سے آخر تک معلومات سے پُر ہے۔ وہ باتیں جو شاید صدہا کتابوں کی ورق گردانی سے بھی حاصل نہ ہو سکتیں۔ اس کتاب میں نہایت آسان اور سادہ اردو زبان میں پیش کی گئی ہیں۔ اس کی حقیقی اور کما حقہ داد تو اطباء دقت اور تعلیم یافتہ حضرات ہی دے سکتے ہیں۔ لیکن معمولی لکھے پڑھے لوگ بھی اس مفید کتاب سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ شائقین طب اس کتاب کو منگا کر مصنف ممدوح کی قدردانی اور حوصلہ افزائی...

(باقی کا غذ رشتہ ہونے کی وجہ سے تقسیم نہ ہو سکی۔ جو کاپی کے آخر میں درج ہیں۔ سائز ۱۸×۲۲ کی تقطیع پر ۳۸ صفحات پر ہیں۔ جو کاپی کے آخر میں درج ہیں۔ جو خریدار اس کاغذ پر چھپی ہوئی کاپی لینا چاہیں۔ وہ دفتر میں تشریف لا کر یا خط لکھ کر منگا لیں۔ حاذق اطباء۔ حاذق اور دانا ڈاکٹروں نے بہت تعریفی الفاظ میں رائے لکھی ہے۔ حکیم محمد سعید صاحب چودھری مدراس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا نبی

(سلسلہ فاروق ۲۱ اگست ۱۹۲۹ء)

سوال ۷۸:- شاہانِ وقت کو دعوت اسلام کب کی گئی۔ اور کن کن کو اور انہوں نے کیا کیا جواب دیا؟

جواب:- شاہانِ وقت کو جو دعوت اسلام کیگئی اس کی عبارت یہ ہے:- انی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فانما علیک اثم الاریسیین ترجمہ:- میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لانے میں ہی سلامتی ہے۔ خدا تم کو دوگنا اجر دے گا۔ اگر تم نہ مانے تو اہل ملک کا گناہ تمہارے ذمہ ہوگا۔

یہ دعوت سنہ ۶۰ ولادت۔ سنہ ۲۰ نبوت۔ ۶ ہجری اور سنہ ۶۲۹ عیسوی میں دیگئی تھی۔ اسی سال قیصر روم۔ عزیز مصر۔ شاہ حبش۔ کسریٰ پرویز شاہ فارس اور دوسرے امراء کو تبلیغی خطوط روانہ کئے گئے۔ شاہ فارس گستاخی سے پیش آیا۔ اور اس نے نامہ مبارک کو غصہ سے چاک کر ڈالا۔ جب رسول کریم صلعم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس نے میرا خط چاک کیا۔ خدا نے اس کا ملک پرزے پرزے کیا۔ باقی بادشاہوں اور امراء نے خطوط کو نہایت عزت و احترام سے وصول کیا۔ سوائے امیر بصریٰ کے جس نے اسلامی سفیر کو قتل کرا دیا تھا۔

سوال ۷۹:- عمرۃ القضا کب ادا کیا گیا؟

جواب:- صلح حدیبیہ کی شرائط کے موافق اسی سال عمرۃ القضاء ادا کیا گیا۔ کفار مکہ ندامت و غصہ کے مارے تین دن کے لئے شہر چھوڑ کر پاس کی پہاڑیوں میں چلے گئے۔

سوال ۸۰:- خالد بن ولید اور عمرو بن عاص کب اسلام لائے؟

جواب:- خالد بن ولید جو بعد میں فاتح شام ہوئے اور عمرو بن عاص نے جو بعد میں فاتح مصر ہوئے۔ سنہ ۶۲۹ء میں اسلام قبول کیا۔

سوال ۸۱:- صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کیا بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی تھی۔ مکہ کی لڑائی کی ابتداء کس طرح ہوئی۔ اور یہ لڑائی کب وقوع میں آئی؟

جواب:- صلح حدیبیہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لفظوں میں بشارت نازل ہوئی تھی۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ ہم نے تم کو (مسلمانوں) فتح دی فتح صریح۔ جنگ کی ابتداء اس طرح سے ہوئی۔ کہ بنی بکر نے قبیلہ بنی خزاعہ کے قید آدمیوں کو اس وجہ سے عین ارض حرم میں قتل کر دیا۔ کہ وہ مسلمانوں کے معاون ہیں۔ اس کی خبر مدینہ پہونچی۔ تو مسلمانوں کو بڑا صدمہ ہوا۔ دراصل کفار عرب کا اسلام کے خلاف یہ بالواسطہ اعلان جنگ تھا۔ اس طرح انہوں نے صلح حدیبیہ کی صریح طور پر بے حرمتی کی۔ بنی خزاعہ کے آدمی امداد کے لئے رسول کریم صلعم کی خدمت میں فریاد لے کر آئے۔

(۱) یا (۲) بنی بکر سے ہمیں فیصلہ کر لینے دیا جاوے یا (۳) معاہدہ حدیبیہ کالعدم تصور ہو۔ قریش نے آخری شرط منظور کر لی۔ اس پر ۱۰ رمضان سنہ ۸ھ سنہ ۶۱ ولادت سنہ ۲۱ نبوت اور سنہ ۶۳۰ء کو حضورؐ دس ہزار اصحاب کی جمعیت کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کفار مکہ اسلامی فوج کی شوکت کا نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ مختلف قبائل کے دستے جلال کے ساتھ گذر رہے ہیں۔ آخر پر انصار کے لشکر کے علمبردار حضرت سعد نہایت جوش سے الفاظ ذیل پڑھتے ہوئے گذرے۔ آج جنگ عظیم کا دن ہے۔ آج کعبہ میں بھی امن نہ رہے گا!!

جب رسول اللہ صلعم کو اس کا پتہ ملا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کذب سعد ولکن ھذا الیوم تعظیم اللہ فیہ الکعبۃ ویوم تکسی فیہ الکعبۃ۔ سعد نے جھوٹ کہا۔ آج خدا کی طرف سے کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔ اور آج کعبہ کو غلاف پہنایا جاوے گا۔ چنانچہ عام امن کا اعلان کیا گیا۔ اور حرم میں پہنچکر حضورؐ نے کعبہ کا طواف فرمایا۔ اس وقت حضورؐ چھڑی سے ہر ایک بت کو ٹھکراتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔ ترجمہ حق آیا باطل مٹ گیا۔ باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔ اس کے بعد تمام بت کعبہ سے نکلوا دیئے۔

دوسرے دن حضورؐ نے قریش کو جمع کر کے فرمایا سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور اپنے بندہ کی مدد کی۔ اور دشمنوں کی فوج کو تنہا شکست دی۔ آگاہ رہو! تمام مفاخر تمام استغاثات تمام خون بہا سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ اے گروہ قریش خدا نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور آباء پر فخر کرنا مٹا دیا۔ کل آدمی آدم سے ہیں۔ اور آدم مٹی سے۔ اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہے۔ جو اس سے ڈرتا ہے۔ اے گروہ قریش۔ تم کیا خیال کرتے ہو۔ کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا۔ بھلائی۔ تم رحمدل بھائی اور رحم دل کے بیٹے ہو۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں کہتا ہوں جیسا کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ اذھبوا فانتم الطلقاء۔ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے کوہ صفا کی چوٹی پر اسلام کے لئے بیعت عام لی۔ پھر مکہ اور عرب کے بڑے بڑے شہروں کے بڑے چھوٹے بت سب منہدم کرا دیئے گئے۔

(خاکسار عبدالمجید خاں)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بمقام قاسم علی پیشہ وسیلیٹر سے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)